حافظ صلاح الدین یوسف

درس حدیث

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔ (صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان تفاضل الاسلام وای اموره افضل)

ترجمہ:- مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

اس میں بھی اسلامی اخوت کے تقاضوں کا بیان ہے۔ جب مسلمان بھائی بھائی ہیں تو پھر کسی مسلمان کی زبان یا ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف کیوں پہنچے ؟ گویا ایک مسلمان کو کسی مسلمان کی بابت زبان سے ایسی بات نہیں نکالنی چاہئے۔ جس سے اس کو تکلیف پہنچے 'مثلاً اسے گالی دے 'اس کی غیبت اور بدگوئی کرے' اس پر الزام تراشی اور افتراء پردازی کرے 'اس کو کسی بات کا طعنہ دے۔ ایک مسلمان کو ان تمام باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

اس طرح کوئی ایسا اقدام نہ کرے جس سے کسی مسلمان کو نقصان ہو۔ اسے دھوکہ دے 'اس کے ساتھ بد دیانتی نہ کرے 'اس کی جان 'مال اور عزت و آبرو پر دست درازی نہ کرے 'وغیرہ وغیرہ

اس مفہوم کو ایک دوسری حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

لا یومن احدکم حتیٰ یحب لاخیه ما یحب لنفسه۔ (صحیح مسلم 'کتاب الایمان' باب نمبر ۱۷)

ترجمہ:- تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں' جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

جب ایک شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کوئی دھوکہ فریب کا معاملہ کرے یا اس کی تذلیل واہانت کرے یا اسے کسی قسم کا نقصان پہنچائے' تو اسے بھی چاہئے کہ وہ بھی کسی کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرے جس میں دھوکہ ہو' اس کی ذلت و رسوائی ہو یا اس کا نقصان ہو۔

ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنة من لا یامن جاره بوائقه۔ (مسلم' الایمان' باب بیان تحریم ایذاء الجار)

ترجمہ:- وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا' جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سباب المسلم فسوق و قتاله کفر۔ (صحیح مسلم 'کتاب الایمان' باب بیان قول النبی صلی الله علیه وسلم سباب المسلم فسوق --- صحیح بخاری' کتاب الادب' باب ما ینهی من السباب واللعن)

ترجمہ:- مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر۔

اس حدیث میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ مسلمان کو گالی دینا فسق یعنی اللہ کی نافرمانی اور گناہ کا کام ہے اور دوسری یہ کہ مسلمان سے لڑنا کافرانہ فعل ہے۔

گالی کا مطلب ہے کسی شخص کے بارے میں ایسے کلمات استعمال کئے جائے جو اس کی عزت کو داغ دار کر دیں۔ ایسا بالعموم لڑائی اور جھگڑے کے موقع پر ہوتا ہے۔ لڑائی کے وقت انسان غصے اور اشتعال میں دوسرے فریق کو سب وشتم کرتا اور اس کی عزت پر حملہ آور ہوتا ہے۔

ایمان و تقویٰ سے آراستہ لوگ' غصے اور لڑائی کے وقت بھی اپنے جذبات پر کنٹرول رکھتے اور گالی گلوچ سے گریز کرتے ہیں' اس لئے

حدیث میں منافق کی نشانیوں اور علامات میں ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ ''اذا خاصم فجر'' جب وہ جھگڑتا ہے تو گالیوں پر اتر آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مومن صادق کسی حالت میں اپنی زبان کو سب و شتم سے آلودہ نہیں کرتا۔

اس حدیث میں بھی گالی گلوچ کو ''فسق'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی اللہ کی اطاعت سے نکل جانے کے ہیں۔ گویا گالی دینے والا اللہ سے اپنے عہد اطاعت کو توڑ دیتا اور شیطان کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے۔

اسلام نے جس اخلاق' تہذیب و شائستگی اور عفو و درگزر کی تعلیم دی ہے۔ گالی کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اسلامی اخلاق و کردار کا حامل شخص سب و شتم کا ارتکاب نہیں کرتا۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو ماں کی گالی دے دی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

انک امروء فیک جاھلیة۔ (صحیح بخاری' کتاب الادب' باب ما ینھی من السباب و اللعن)

ترجمہ:- تم ایسے آدمی ہو جس میں جاہلیت کے آثار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و اخلاق کے بیان میں آتا ہے کہ آپ فحش گو تھے نہ لعن طعن کرنے اور گالی دینے والے' آپ ناراض اور غصے کے وقت صرف یہ فرماتے۔ اسے کیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (حوالہ مذکور)

ہمیں بھی عہد کرنا چاہئے کہ گالی سے گریز کریں گے' کیونکہ یہ منافق کی علامات میں سے اور جاہلیت کے آثار میں سے ہے اور ہمیں تو ایک مومن کا کردار اپنانا ہے نہ کہ منافق کا' اور اسلامی تہذیب و اخلاق سے آراستہ ہونا ہے نہ کہ جاہلیت کی بے ہودگیوں کو اختیار کرنا' جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ (صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان معنی قولہ' لا ترجعوا بعدی کفاراً.....)

ترجمہ :- میرے بعد تم ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔

مسلمانوں نے آپس میں لڑنا اور ایک دوسرے کا ناجائز خون بہانہ' اتنا سخت جرم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کفر سے تعبیر فرمایا ہے' گویا یہ ایک کافرانہ فعل ہے کسی مسلمان کا شیوہ نہیں۔

مسلمان کا شیوہ تو کافروں یعنی اللہ کے دشمنوں سے لڑنا اور ان سے جہاد کرنا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کی صفات میں اللہ تعالیٰ نے انکی ایک اہم صفت یہ بیان فرمائی ہے۔

اشدآء علی الکفار رحماء بینھم (سورة فتح' ۲۹)

کافروں پر سخت' آپس میں رحم دل''

مسلمان جب اس صفت سے متصف رہے' وہ کافروں سے معرکہ آراء اور جہاد و وغا کے میدان میں ان سے برسر پیکار رہے' جس کے نتیجے میں مسلمان ہر جگہ غالب و کامران اور کافر مغلوب و ناکام ہوئے۔

آج جب مسلمان کی حالت اس کے برعکس ہوگئی ہے یعنی آپس میں ہی لڑ جھگڑ رہے اور دوسرے کی گردنیں مار رہے ہیں اور کافر انہیں للکار رہے ہیں' لیکن مسلمان ان کے خلاف تلوار اٹھانے سے گریزاں اور ان سے معاہدے کرنے اور محبت کی پینگیں بڑھانے میں مصروف ہیں' تو وہ مغلوبیت و پستی کا شکار اور ذلت و نکبت سے دوچار ہیں۔

اس لئے مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ وہ اپنی عظمت رفتہ حاصل کریں' عزت و سرفرازی ان کے حصے میں آئے اور دنیا میں وہ باوقار زندگی گزاریں' تو اس کا ایک ہی راستہ ہے۔ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے آپس میں بھائی بھائی اور شفیق و رحیم بن کر رہیں' اپنے اختلافات بھائیوں کی طرح آپس میں بیٹھ کر دور کریں اور ایک دوسرے کے خلاف سازشوں کے جال بننے چھوڑ دیں۔ اور کفر اور کافروں کے خلاف مجسم غیظ و غضب بن جائیں' قہر الٰہی بن کر ان پر ٹوٹ پڑیں اور جہاد کے ذریعے سے ان کی قوت و شوکت پر کاری ضرب لگا کر اس کو پارہ پارہ کر دیں اور اسے افسانہ ماضی بنا دیں۔

سالانہ آل پاکستان

خاتم النبیین کانفرنس

مرکز خاتم النبیین العالی اہلحدیث میں نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے (انشاء اللہ) جس میں ملک بھر سے محدثین' علماء کرام' خطباء عظام' قراء' شعراء' دانشور' صحافی' اور مجاہدین تشریف لا رہے ہیں۔

نوٹ:- تفصیلی اشتہار کا انتظار فرمائیں۔

ابوبکر فاروقی

پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ کیونکر ممکن ہے؟

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اسے ایک عالمگیر مذہب ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ کسی بھی مملکت کے تمام تر امور کی انجام دہی ماسوائے اسلام کے کسی دوسرے قانون و مذہب کی دسترس میں نہیں ہے یہ محض دعوی نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے کہ جسے جھٹلانا شمس و قمر کی رعنائیوں کا انکار کرنے کے مترادف ہے اسی نظریہ کے پیش نظر ضرورت ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے خطہ ارض پاکستان میں بھی یہی قانون اسلام رائج ہو کیونکہ پاکستان کا قیام اس طویل جدوجہد کا ثمر ہے جو مسلمانان برصغیر نے اپنے علیحدہ قومی تشخص کی حفاظت کے لئے کی تھی۔ یہ صرف الگ وطن کے حصول کا مطالبہ نہ تھا بلکہ اپنی تہذیب و مذہب کی ترویج و نفاذ کا خواب تھا۔ یہ صرف ہندو معاشرت کی غلامی سے آزادی کی سعی نہ تھی بلکہ اسلامی تمدن و معاشرہ کے قیام کا سپنا تھا۔ اگرچہ ہندو مسلمانوں کے قیمتی تہذیبی اور ثقافتی ورثے کو مسخ کرنے کے ناپاک عزائم رکھتے تھے اور مسلمان قائدین امت مسلمہ کو ثابت قدمی اور علیحدہ قومی و ثقافتی تشخص کی حفاظت کی تلقین کرتے تھے لیکن درحقیقت مسلمانان برصغیر کے دل اسلام کی حلاوت سے معمور ہو چکے تھے اور وہ الگ وطن اور اس میں نفاذ اسلام کے خواہاں تھے مسلمانوں نے اس خواب کی تعبیر کے حصول کے لئے قربانیوں کی وہ لازوال داستانیں رقم کیں کہ صفحات تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ کتنے ہی والدین نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جگر گوشوں کی قربانی دی، کتنی ہی بہنوں نے اپنی عزت کی تار تار چادر کی اوٹ سے نظریہ اسلام کی جھلک دیکھی، کتنے ہی معصوم بچوں نے نیزوں کی انیوں پر موت کا رقص کیا اور کتنے ہی نوجوانوں نے اپنی جوانیوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ان کا مقصد کیا تھا؟ ان کی منزل کیا تھی؟ ان کی خواہش کیا تھی؟ ان کی تمنا کیا تھی؟

ان تمام تر قربانیوں کا مقصد ایک تھا، منزل ایک تھی کہ ''اسلام کا نفاذ'' ہو۔ آج پاکستان زندگی کی پچاس منزلیں طے کر چکا ہے لیکن وہ تمام خواہشات اور امیدیں جو قیام پاکستان سے وابستہ تھیں، دم توڑتی نظر آ رہی ہیں۔ آزاد فضا سے غلامی کی بو آ رہی ہے۔ چین، سکون، امن و سلامتی کا فقدان نظر آ رہا ہے، فحاشی و عریانی کا سیل رواں موجزن ہے۔ فرقہ واریت کا زہر معاشرے کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔ کبھی مارشل لاء کے روپ میں نفاذ اسلام کے خواب کو چکنا چور کر دیا گیا تو کبھی شریعت بل کے نام پر بھولی بھالی عوام کو اسلام کی حقانیت سے دور کیا گیا، اصلاح کرنے والوں کا پس زنداں جانا اس ''ٹوپی ڈرامہ'' کی حقیقت کو آشکار کر گیا ہے، اسلام کو کبھی طول اقتدار کے لئے استعمال کیا گیا اور کبھی قوم کی نظروں میں ''ہیرو'' بننے کے لئے استعمال کیا گیا۔ دوسرے لفظوں میں ذاتیات کو اسلامیات پر ترجیح دینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ اغیار اور ان کے ایجنٹ کبھی بھی اسلام کی حقیقی تصویر عوام کے سامنے لانے کی سعی نہیں کریں گے اور اس چمن کی خوشبو سے محرومی ہمیشہ کے لئے ہمارے مقدر کا نصب کرنے کے لئے کوشاں ہیں یعنی اس خواب کی تعبیر حقیقی مظاہر نظر نہیں آ رہی۔ آزاد فضاء سے غلامی کی بو آ رہی ہے۔ کلچر اور تہذیب کے نام پر فحاشی، عریانی کا سیل رواں موجزن ہے، ہندوؤں کی رسوم و

> نصف صدی گزرنے کے باوجود قیام پاکستان سے وابستہ امیدیں دم توڑتی نظر آ رہی ہیں۔ اسلام کو محض اقتدار کو طول دینے یا قوم کی نظروں میں ہیرو بننے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

رواج ہمارے اسلام کے نام لیوا حکمرانوں کی زیر سرپرستی اپنے قدم جما چکی ہیں' اسلام دشمن پھرے ہمارے آئیڈیل بن چکے ہیں۔ دشمنوں سے دوستی اور دوستوں سے نظر التفات ملاحان پاکستان کا شیوہ بن چکا ہے۔ حکمران لاکھوں کشمیری مسلمانوں کے قاتل' بے شمار بہنوں' بیٹیوں کی عصمت کے ڈاکو "بھارت" کیساتھ تعلقات کی راہ ہموار کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ دو قومی نظریہ کے مخالف اور کائنات کے عظیم منافق کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر اظہار مسرت نظام' اسلام کی عملاً تنقید کے ساتھ کھلا مذاق تو نہیں کیا جا رہا ہے؟ بغل میں چھری منہ میں رام رام کے مترادف رویہ ہمارے امراء المومنین کا بن چکا ہے کہ ایک طرف نعرہ اسلام بلند کر رہے ہیں اور دوسری طرف قرآنی احکام اور تعلیمات نبوی ﷺ کی مراحتاً خلاف ورزی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

تو اب جہاں نظریہ پاکستان "لا الہ الا اللہ" کی تنفیذ کا مرحلہ باقی ہے وہاں الجھے ہوئے مسائل کی گتھیوں کو سلجھانا بھی ہے۔ لیکن الجھنیں کون سی کم ہیں کہیں سیاسی میدان میں سیاستدانوں کا "روایتی ناچ" کیا الجھنیں ہے تو کہیں حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشیوں کا تسلسل ایک الجھن ہے اور کہیں اپوزیشن اور حلیف جماعتوں کا گرگٹ کر طرح رنگ بدلنا ایک الجھن ہے تو کہیں قوم کے معماروں کا فرائض منصبی سے لاعلم ہونا ایک الجھن ہے۔ اس طرح مذہبی سٹیج پر جاہلوں کا قبضہ ایک الجھن ہے تو اسلام کے نام پر حکمرانوں کا وطیرہ بھی ایک الجھن ہے کہ ہمارے حکمران عوام کی نظریں اسلام سے ہٹا کر ایسے امور کی طرف لے جانا چاہتے ہیں کہ جو عوام کو ایک آنکھ بھی نہیں بھاتے۔ شری واجپائی کے آمد کو ہی لیجئے کیا یہ کروڑوں مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا سبب بنی یا ان کے زخموں پر نمک پاشی کا موجب بنی۔

جب فرد سے جو معاشرے کی بھنور کی اکائی ہے۔ انسانیت ختم ہوجائے تو پھر اس کا وجود معاشرے کے لئے ناسور بن جاتا ہے۔

اہل عقل و دانش اس بات سے آگاہ ہیں کہ غلیظ کافر کے ساتھ خوش گپیاں کس حد تک ملکی مفاد کے لئے بہترین رہیں؟

بقول شاعر۔

غیر سے دوستی کرو لیکن
پہلے کچھ روز آزما لینا

ان حالات میں نظام اسلام کا نفاذ کیونکر ممکن ہے؟ ایک ایسا سوال ہے جو اب بھی ارباب عقل و دانش سے جواب کا منتظر ہے۔ لیکن بعض لوگ حالات کے بھنور کی تلخیوں سے سیخ پا ہو کر نفاذ اسلام کو ایسا سہانا خواب قرار دیتے ہیں کہ جس کی تعبیر ناممکن ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ضمیر کا مجرم سب سے بڑا مجرم ہوا کرتا ہے' ضمیر کا چابک' ضمیر کا تازیانہ بہت دردناک ہوتا ہے۔ جب انسان کا ضمیر سو جاتا ہے تو اس میں سے انسانیت ختم ہو جاتی ہے۔ ضمیر کی آواز کے دب جانے کا مطلب کیا ہے؟ تمام انسانی اقدار کا گلا گھونٹ دینا ہاں! جب فرد سے جو معاشرے کی اکائی اور خشت کا درجہ رکھتا ہے' انسانیت ختم ہو جائے تو پھر اس کا وجود نہ صرف معاشرے کے لئے ناسور ہے بلکہ خود اس کے لئے بھی باعث رسوائی ہے۔ اب دیکھئے انسانیت اور ضمیر کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اور انسان میں انسانیت پیدا کرنے اور ضمیر کو صیقل اور بیدار کرنے کا سہرا مذہب کی جانب لوٹتا ہے اور اسلام وہ مذہب وحید ہے جو ضمیر اور انسانیت کا داعی ہے لیکن جو آج ہمارے معاشرے میں انہی دو چیزوں کا فقدان ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں ایک عام فرد سے لے کر حکمران تک سب میں پیدا ہو جائیں تو معاشرہ و ملک

ہمارا نظام حکومت اس قدر اپنے نقوش بگاڑ چکا ھے کہ جسے دیکھ کر "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا تصور ابھرتا ھے.

اسلامک رولز کا نظارہ پیش کر سکتے ہیں گویا کہ نظام اسلام کا نفاذ ناممکن نہیں ہے اور اگر آج اس کا نفاذ ہو جائے تو نہ صرف تحریک پاکستان کے شہدا کی قربانیاں رنگ لائیں گی بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت کے حقدار ٹھہر سکتے ہیں لیکن اب یکبارگی نفاذ اسلام کا انقلاب دیرپا ثابت نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا اسلام کے ہی اصول تدریج کے پیش نظر چند بنیادی اور اہم امور کی انجام دہی سے اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل آسان ہو جائے گی اور پاکستان حقیقت میں اسلامی مملکت کا روپ دھا سکتا ہے۔

(۱) اسلامی معاشی نظام کی فوری تنفیذ

معیشت کسی بھی ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور معیشت پر ہی ملک کی فلاح و ترقی کا انحصار ہے جبکہ پاکستان میں معیشت پر سود حاوی ہے اور سودی معیشت پورے ملک میں اپنی جڑیں وسیع کر چکی ہے۔ حالانکہ سود کی حرمت اظہر من الشمس ہے۔ اسی لئے سود پر مبنی کاروبار اور معیشت نہ صرف دنیا و آخرت میں سے اسلام کی عظمت' محبت اور شیفتگی زائل کر دیتی ہے۔ تو اس وقت ملک کی نازک صورتحال میں ضروری ہے کہ اسلام پسندی کا عملی ثبوت دیا جائے اور اسلامی معاشی نظام کی تنفیذ کو ممکن بنایا جائے کیونکہ اس سے حلال روزی کمانے کے ذرائع میسر ہونگے اور حرام ذرائع آمدن کی بیخ کنی ہو سکے گی۔ تو جب افراد قوم کی رگوں میں حلال کمائی سے بنا ہوا خون گردش کرے گا تو وہی خون نہ صرف محبت اسلام سے مخمور ہو گا بلکہ اس کی تڑپ اسلامی نظام کے نفاذ کی آئینہ دار ہو گی۔

(۲) نظام حکومت کی اصلاح

کسی بھی مملکت کی صحت و سقم کا انحصار اس کے نظام حکومت پر ہوتا ہے اور آج پاکستان میں نظام حکومت اس قدر اپنے نقوش بگاڑ چکا ہے کہ یہاں سے کوئی قانون نہیں بلکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی عملی تصویر نظر آ رہی ہے۔ منصب حکومت کی ذمہ داری سمجھنے کی بجائے آباء و اجداد کی جاگیر گردانا جاتا ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ صواحب حکومت بلند بانگ دعوے کرنے کی بجائے مملکت خداداد کے خدوخال اس سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کریں اور غیر مسلم طاقتوں کے سامنے سربسجود ہونے کے بجائے نظام خلافت کے نقوش کو ابھارنے کی سعی کریں کہ جس کے سامنے دنیائے عالم کی منہ زور طاقتیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں۔

(۳) نصاب تعلیم میں توازن

تعلیم انسان کو انسانیت کی معراج تک پہنچا دیتی ہے جبکہ تعلیم سے دوری اسے تحت الثریٰ کی گہرائیوں میں دھکیل دیتی ہے۔ اسی لئے کسی بھی ملک کی ترقی اس کے تعلیم یافتہ افراد پر انحصار کرتی ہے اور اس ملک کا نظام تعلیم ایک سانچہ ہے جس میں افراد کو ڈھالا جاتا ہے۔ نظام تعلیم ہمیشہ قومی امنگوں کا مظہر ہوتا ہے۔ اس نظام تعلیم اساتذہ' طلباء' درسی کتب اور ذرائع ابلاغ سب ایک ہی مقصد کی تکمیل کے لئے کام کرتے ہیں۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے تو پاکستان کے نظام تعلیم کو اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ ایسے شہری تیار کرے جو حکومت کے ہر شعبہ میں اس مملکت کے نظریاتی تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ ہمارے نصاب تعلیم میں یہ بنیادی نقص ہے کہ جن ایمانیات' عقائد اور اخلاقیات پر ہماری تہذیب و اخلاق کی ساری بنیاد قائم ہے یہ تعلیم ان کو تقویت پہنچانے کی بجائے الٹا کمزور کرتی ہے۔ ہمارا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم غیر کے ہاتھوں کا کھلونا بن چکے ہیں اور پاکستانی تجاہل عارفانہ کے نشے میں مست طوعاً و کرہاً اسی نصاب اور نظام کو قبول کئے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا نصاب تعلیم ایسے لوگ تیار کریں جو اسلام شناس اور مذہب پسندی کے جذبہ سے سرشار ہوں اور تعلیمات اسلامیہ سے واقفیت رکھتے ہوں اور پھر حکومتی ایوان اس قدیم اور جدید علوم کے اس حسین امتزاج کو حصہ مملکت بنائیں اس سے نہ صرف قوم میں خود اعتمادی پیدا ہو سکتی ہے بلکہ نوجوانوں کی ایک ایسی کھیپ تیار ہو گی جو اسلامی روایات اور تہذیب سے محبت کرتی ہو گی اور یہ تعلیم یافتہ نوجوان وطن عزیز میں نفاذ اسلام کیلئے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

(۴) ذرائع ابلاغ کی تطہیر

ذرائع ابلاغ اس جدید دور میں ایک اہم تعلیمی ادارہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن' اخبارات اور رسائل وغیرہ عوام کی تعلیم و تربیت میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ جس ذہن کے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اسی قسم کی عوام کی تربیت ہو گی۔ اسلامی کے نظام کے عملاً نفاذ کے لئے ذرائع ابلاغ کی تطہیر از حد ضروری ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ فحاشی' عریانی' بے حیائی' بداخلاقی' لادینیت' جرائم اور قانونیت کی بجائے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا فریضہ منصبی سرانجام دیں۔ ذرائع ابلاغ کی تطہیر سے عام معاشرہ کی اسلامی اطوار پر اخلاقی ذہن سازی نہایت ہی آسان ہو جائیگی اور یہی چیز نفاذ اسلام کی منزل کو قریب تر کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

(۵) عوام الناس کی صحیح راہنمائی اور ذہن سازی

لوگوں کے عام طبقہ کی حالت زار کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اکثریت ناخواندہ اور ہر

سبز باغ دکھانے والے کی تقلید کو لازم سمجھتی ہے۔ ایسی صورتحال میں ضروری عوام الناس کی صحیح خطوط پر راہنمائی کی جائے اور ان کی اسلام کی طرف میلانگی کے لئے ان کی وسیع پیمانے پر ذہن سازی کی جائے اور اس سلسلہ میں تمام تر ممکنہ سرکاری اور غیر سرکاری وسائل کو بروئے کار لایا جائے تاکہ پاکستان کا اکثریتی حصہ اسلامی تعلیمات کی کم از کم بنیادی جزئیات سے نابلد نہ رہے۔ ایسے ہی ضروری ہے کہ عوام الناس کو فرقہ وارانہ کتب' کیسٹ اور دوسرے لٹریچر کی بجائے' اسلام فہمی اور اسلام شناسی پر مشتمل لٹریچر سے نہایت ہی سرعت کے ساتھ متعارف کروایا جائے تاکہ وہ بھی اسلام کی تعلیمات سے آشنا ہوں۔ اس مقصد کیلئے ارباب اقتدار کی توجہ نہایت ضروری ہے تاکہ وہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ملک برصغیر کے مسلمانوں کو ایک تحفہ' ایک احسان اور ایک آزمائش کے طور پر دیا ہے۔

لیکن آج علماء کرام کی اکثریت نے فرقہ واریت کو ہوا دینا اپنا نصب العین سمجھ لیا ہے اور عوام کو چرب لسانی کے زور پر حق وباطل کے مابین تمیز کرنے والی حس کو بیدار نہ ہونے دینا اپنا مقصد اولین قرار دے دیا ہے۔ کہیں تقلید شخصی کے نام پر اطاعت مصطفیٰ ﷺ سے دوری کی سازشوں کا جال چھایا جاتا ہے تو کہیں تفسیر قرآن کے نام پر مفاہیم ومطالب قرآن کی پردہ پوشی کی جاتی ہے' کہیں دورہ حدیث کے نام پر سنت مصطفویؐ سے لاتعلقی کا ڈھنگ سکھایا جاتا ہے تو کہیں حکمرانوں کی چاپلوسی کے ذریعہ منصب عالیہ پر تفویض کو اپنا مشن سمجھا جاتا ہے۔

(۶) احساس ذمہ داری کی بیداری

ہر فرد اپنا بہ نظر دقیق جائزہ لے کہ وہ اسلام کا مطالبہ کرتا ہے تو کیا وہ خود اپنے مختصر جسم پر اسلام نافذ کر چکا ہے' کیا اس کے تمام مقالات زندگی اور معمولات روزمرہ اسلام کے مطابق ہیں؟ اگر نہیں تو بھلا ظلمت میں رہ کر روشنی کی جستجو کرنے والا کیسے منور ہو سکتا ہے جب تک وہ خود اس کی طرف پیش قدمی نہیں کرتا۔ آج ہر فرد کے دل سے احساس ذمہ داری ختم ہو چکا ہے۔ مساجد میں اذانیں ہوتی ہیں مگر رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی۔ ان اذانوں سے نہ رہی ایوان باطل میں لرزہ طاری ہوتا ہے اور نہ ہی مسلم کے دل کی بنجر زمین شاد ہوتی ہے۔ چمن انسانیت سے اخلاقی اقدار کو ختم کر دینا شعلوں کو ہوائیں دینے کے مترادف ہے اور شعلوں کو ہوائیں دینے والا ساون اسلام کی توقع کیسے کر سکتا ہے تو ضروری ہے کہ پاکستانی قوم خواب غفلت سے جاگے اور اس کا احساس ذمہ داری بیدار ہو اور ہر فرد اسلام کے بنیادی عقائد سے واقف ہو' علم دین سے کسی حد تک آگاہ ہو اور اسی دین کی نشر و اشاعت کے جذبہ سے سرشار ہو اور اسلام کے مطابق عمل کرنے کا عزم مصمم کرے۔

(۷) علماء کرام تاریخی کردار ادا کریں

علماء انبیاء کرامؑ کے وارث ہوتے ہیں اس لحاظ سے انکی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں کہ وہ لوگوں کو ہر قسم کی غلاظتوں سے پاک وخالص اسلام پہنچائیں اور مساجد سے فرقہ وارانہ تشدد پر مبنی فتاویٰ کے بجائے علم وعرفان کے پرنور موتیوں کی بارش ہو۔ بلاشبہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ علماء کرام اپنا قبلہ درست کر لیں اور عوام کو صحیح فیض پہنچائیں تو کوئی بعید نہیں کہ عوام کے اندر بھی نفاذ اسلام کا جذبہ ابھرے تو ضروری ہے حکمرانوں کیلئے وہ فرقہ ورایت کو ختم کرنے کیلئے' دہشت گردی کے خاتمہ' نفرتوں کے سدباب کے لئے' امن وسلامتی کے لئے' اخوت واتحاد کے لئے علماء کرام کو اعتماد میں لے کر ہر وہ اقدام کریں جس سے مذہب کے نام پر انسانوں کے خون کی ندیاں بہانے والوں کی بیخ کنی ہو سکے اور ہر پاکستان در در کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کے دروازے کا فقیر بننے کو سعادت مندی سمجھے اور چھوٹی چھوٹی ندیوں اور نہروں سے مستفید ہونے کی بجائے براہ راست چشمہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیراب ہو تاکہ اس کی دینی اور دنیاوی تشنگیاں دور ہو سکیں

خلاصہ بحث

پاکستان میں نظام اسلام کا نفاذ قطعاً ناممکن نہیں ہے بلکہ یہ خواب حقیقت کا روپ دھار سکتا ہے بشرطیکہ بلند بانگ دعووں' خالی خولی نعروں کی بجائے عملی زندگی کی تعمیر ہو اور کوئی بارش کا پہلا قطرہ بننے کی جرات کرے پھر موسلا دھار نہ صرف ظاہری وباطنی غلاظتوں کو نفاستوں میں بدل دیگی بلکہ چمن وطن اپنی تمام تر رعنائیوں اور حسن فطرتی کے ساتھ لہلہائے گا اور نفاذ اسلام کی برکات الٰہیہ سے پاکستان نہ صرف خود کفیل وترقی یافتہ ممالک کی صف میں شمار ہو گا بلکہ اغیار کے پنجہ استبداد سے حقیقی آزادی حاصل کر لے گا اور صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ کہلوانے کا حقدار ہو گا۔